

Krishn Chandar Afsana Nigari

B.A Part-III Urdu (Hons)

Paper vii

کرشن چندر کی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں انہوں نے اُردو فکشن کے سرمائے میں بیش ہا اضافے کئے۔ انکی زبان میں رس اور جادو ہے۔ گھلاوٹ، حلاوت اور بیابے جانے ولی کیفیت ہے۔ انکی تخلیقات میں حسن کی لگن اور تڑپ، موج در موج اور انسان دوستی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ انکی شخصیت ایک بہت ہزار شیوہ ہے۔ جس کا بنیادی جوہر اسکی حسن پرستی اور حسن کاری ہے وہ نہ صرف ہندوستان اور پاکستان میں مشہور ہیں بلکہ مشرق، جرمنی، روس اور دوسرے کئی ممالک میں بھیان کی تصانیف مشہور ہیں درد ہو یا طنز، رومانیت ہو یا حقیقت نگاریان کا قلم ہر موقع پر ایسی دلکش چال چلتا ہے جو بانکی بھی ہوتی ہے اور انوکھی بھی لیکن جو اسقدر سادہ اور خطرہ ہوتی ہے۔ جیسے صبح کے وقت چیڑیوں کی پرواز۔

کرشن چندر کا قلم بچپن سے ہی اپنے جوہر دکھانے کیلئے مچل رہا تھا۔ یہ جوہر انکو قدرت نے ہی عطا کیا تھا۔ اس کا ثبوت انہوں نے اپنی طالب علمی کے زمانے میں جو مضمون ماسٹر باقی رام پر لکھا تھا، اس سے مل جاتا ہے۔

کرشن چندر کا ایک مضمون ۲۱ مارچ ۱۹۳۸ء میں علامہ اقبال کی فضاات پر۔ دی ٹریپوں میں شائع ہوا قیام لاہور کے دوران کرشن چندر کے افسانوں کا اولین مجموعہ طلسم خیال ۱۹۳۹ء میں مکتبہ اُردو لاہور سے شائع ہوا۔ جس میں کل بارہ افسانے ہی اور جس مینان کا اشارہ افسانہ پُر قان بھی شامل ہے۔ کرشن چندر کے افسانوں کا دوسرا مجموعہ نظارے کے عنوان سے جون ۱۹۴۸ء میں کتب خانہ ادبی دُنیا لاہور سے شائع ہوا یہ مجموعہ بھی بارہ افسانوں پر مشتمل ہے جس مینان کا مشہور افسانہ دو فر لانگ لمبی سڑک بھی شامل ہے۔ انکے اس مجموعے پر دیباچہ جلال الدین احمد پر ماہانہ ادب لاہور نے لکھا جو سنائیس صفحات پر مشتمل ہے اس میں انہوں نے کرشن چندر کے صن کی اساسی خصوصیت بیان کی ہے۔

کل ملاکر کرشن چندر نے تقریباً چوبیس افسانوی مجموعے لکھے ہیں جن میں تقریباً دو سو سے زائد افسانے ہیں جو وقتاً فوقتاً مختلف رسائل و اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ انکے افسانوی مجموعے درج ذیل ہیں،،

طلسم خیال، نظارے، ہوائی قلعے، گھونگٹ میں گوری جلے، زندگی کے موڑ پر، نغمے کی موت، پرانے خدا، ان داتا، ہم وحشی ہیں، ٹوتے ہوئے ستارے، میں غنڈے، اجنتا سے آگے، ایک روپیہ ایک پھول، پولٹیس کی ڈالی، ہائیڈروجن بم کے بعد، دل کی کا دوست نیں،

مسکرانے والیاں، سپنوں کا قیدی، مس نینی تال، دباواں پل، گلشن گلشن ڈھونڈا تاجھ کو، آدھے گھنٹے کا خدا، الجھی لڑکی کالے بال شامل ہیں

کرشن چندر کا نام یقینی طور پر پریم چند کے بعد بڑے افسانہ نگاروں میں لیا جا سکتا ہے۔ کرشن چندر کی اہمیت اور انہوں نے اُردو ادب کو جو کچھ دیا اسکو اُردو کا کوئی بھی سنجیدہ قاری نظر انداز نہیں کر سکتا۔ کرشن چندر ایک سمندر ہیں۔ انہوں نے بہت لکھا اور جم کر لکھا۔ انہوں نے مختلف اسالیب میں لکھا۔ انکی زبان میں ایسا رس اور جادو ہے جو کسی اور افسانہ نگار کو نصیب نہیں ہوا۔ انکی زبان کی جذبات اور، روحانی ہمدردی حصرت پسندی، بہتر سماج کی آرز مندی اور انسان دوستی ایسے عناصر ہیں جو مل مل کر ایسی کائنات کی تخلیق کرتے ہیں جسکے بہت سے حصے اگر چہ وقت کی چھلنی سے چھن کر نا ہید رار پائیں گے ان سے زیادہ کچھ حصے ایسے بھی ہیں جو موجود رہیں گے۔

مجموعی طور پر ہمیں انکے افسانوں میں رومان حقیقت کا ایک دلکش اے مزاج باریکی و فراوانی موجود ہ سماج اور معاشی نظم قدرت کے دلکش نظاروں کی دلکش منظر کشی، غریب عوام سے ہمدردی، انتہائی ہمدردی کا جذبہ ملتا ہے، اس کے ساتھ میں ہمیں اُن کے افسانوں میں دلکش افر نگاری اور انسانی نغیات کا عمیق ترین معاملہ بھی بدرجہ اتم ملتا ہے۔ کرشن چندر نے اپنے افسانوں میں صن کے بہت سے پہلو برتے ہیں انہوں نے مختلف موضوعات پر لکھا اور تکنیک میں بھی طرح طرح کے تجربے کئے ہیں۔

مجموعی طور پر ہمیں انکے افسانوں میں رومان حقیقت کا ایک دلکش امتزاج باریکی و فراوانی موجودہ سماج اور معاشی نظام قدرت کے دلکش نظاروں کی دلکش منظر کشی غریب عوام سے ہمدردی، انتہائی ہمدردی کا جذبہ ملتا ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ ہمیں اُن کے افسانوں میں دلکش رمیزیہ نگاری اور انسانی نفسیات کا عمیق ترین مطالعہ بھی بدرجہ اتم ملتا ہے۔

کرشن چندر کے افسانوں کی سب سے بڑی خوبہ حقیقت نگاری ہے۔ زندگی کی حقیقت کو جس طرح انہوں نے سمجھا ویسا ہی انہوں نے اپنے افسانوں میں پیش کیا ہے۔ اُنکو اپنے خیالات کے اظہار کے لئے موزوں الفاظ اور موثر انداز بیان با آسانی مل جاتا ہے۔ یہ انکے زبان و بیان کی ودرت کی دین ہے۔ جو قارتی کے زوق جمال کی تسکین کا باعث بنتی ہے۔ اور خود کرشن چندر کی تحریروں میں تازگی شگفتگی رہنمائی دلکشی اور مزرت پیدا کرتی ہے۔ ان کا اسلوب غنائی ہے۔ انکے تشبیہ و اسقارات انکے اشارے دکھائے اور انکے ساتھ ساتھ ہندی الفاظ کا استعمال ماحول کی مناسبت جمال و جلال جوش و ولولے کا اظہار اور سبک روئی، انکی کہانیوں کے اثر کو بڑھا دیتے ہیں۔ جزئیات نگاری انکے صن کے لوازمات میں ضرور شامل ہے۔ لیکن جزئیات نگاری جب حد سے تجاوز کر جائے تو اسلوب عیب بن جاتی ہے۔

کرشن چندر کے افسانوں کے افسانوں کی ایک خوبیان کا طنز یہ اور مزاحیہ انداز بیان بھی ہے، جس کی پس پردہ فرقہ ورایت اور لسانی و صوبائی جگھڑوں کی طرف نہایت لطیف اور واضع اشارہ کرتے ہیں۔ انہوں نے سماج کو ہمیشی سے ہی لعن طعن کا نشانہ بنا رکھا ہے، کرشن چندر پریم چند پر جہدبشہ غم و غصہ اور غمیض و غضب کی کیفیت طاری ہو جاتہ ہے۔ تب یہ طنز اور نکھر جاتا ہے انکے طنز پر افسانوں میں ”دو فرلانگ لمبی سڑک“، ” زندگی کے موڑ پر۔۔“، ” ان داتا،“، ” اُردو کا نیا قائدہ“، ” مہا لکشمی کا پُل“، ” اجنتا کے

آگے،، “ہم وحشی ہیں،، ” ایک گرجا ایک خندق،، ” الٹا درخت،، ” قحط آگائو اور بگوان کی آمد،، وغیرہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

کرشن چندر کے اکثر افسانوں میں گہری افسانویت اور علامت پائی جاتی ہے جس کا استعمال وہ اپنے افسانوں میں ایسی چابک دستی سے کرتے ہیں کہ افسانوں میں ابہام کی کیفیت پیدا ہونے کے بجائے افسانے کے حسن اور اس کی رنگینی میں اضافہ ہو جاتا ہے اس کے بعد کے افسانے مثلاً نغمے کی موت، فرنگ چڑیا، شعلہ بے درد وغیرہ میں اشاریت علامت بدرجہ اتم پائی جاتی ہے انہیں اپنے موضوع پر اتنا عبور حاصل تھا کہ دیکھنے میں غیر مربوط ٹکڑوں کو جوڑ کر ایک مربوط کہانی کی تخلیق کر دیتے ہیں اور تخلیق میں تفصیلات اور جزئیات نگاری کے ذریعہ اپنے افسانوں میں دل چسپی برقرار رکھتے ہیں موضوع کے لئے کرشن چندر کو بھٹکنا نہیں پڑتا تھا وہ اپنے ارد گرد کے ماحول سے اور چھوٹے چھوٹے واقعات کو ذہن میں رکھ کر اپنے افسانوں کا موضوع تیار کر لیتے تھے وہ کسی بھی موضوع کو لے کر افسانوں کو خوبصورتی کے ساتھ جنم دیتے تھے۔

کرشن چندر نے اپنا بچپن، لڑکپن اور جوانی کا ایک حصہ کشمیر کی سر زمین میں گزارا ہے اس وجہ سے ان کی افسانوں میں منظر نگاری کی بڑی اہمیت ہے وہ کشمیر جہاں قدرت ہمیشہ مہربان رہی ہے اور جسے دنا کی جنت قرار دیا گیا ہے انسان وہاں رہے اور اس کی فطری خوبصورتی سے متاثر نہ ہو یہ نہ ممکن ہے۔ فطرت نے کشمیر کو بے پناہ حسن سے مالا مال کیا ہے کرشن چندر بھی وہاں کی جھیل، ابشار کوہسار، خوبصورت عورتیں، شفق کی سرکی، زعفران کے کھیت وغیرہ سے حد درجہ متاثر ہوئے اور انہوں نے اپنے بیشتر افسانوں میں وہاں کے منظر کو جگہ دی ہے وادی کشمیر کے متعلق ان کی منظر نگاری اردو ادب کی جان ہے کرشن چندر کو منظر نگاری میں مہارت حاصل ہے اور ان کا مشاہدہ منظر نگاری میں بہت تیز ہے اور ان کی باریک بینی کی وجہ سے مکمل نقشہ سامنے آجاتا ہے منظر نگاری میں ان کا کوئی ہمسر نہیں ہے ان کی منظر نگاری کو پڑھ کر دل میں فرحت محسوس ہوتی ہے اور روح میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے اور بے اختیار منہ سے کلمہ تحسین نکل جاتا ہے۔

کرشن چندر کے افسانوں کو پڑھنے سے یہ اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے کہ وہ لوگوں کے دماغوں سے زیادہ ان کے دلوں کو ٹٹولنے اور سمجھنے کے عادی ہیں وہ دنا کے ظلم ستم کے خلاف برسر پیکار ہونا چاہتے ہیں انہوں نے اپنے افسانوں میں جملہ انسان دشمنوں کے خلاف بغاوت کا اعلان کیا ہے ان کے افسانوں میں تکنیک کا انوکھا پن چھپا ہوا ہے اکثر افسانوں میں پلاٹ نہیں ہوتا اس فنی تجزیہ میں وہ کامیاب ہوئے وہ ہمیشہ سوچی سمجھی سکیم کے تحت لکھتے تھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے ان کے بیشتر افسانوں کے پلاٹ ان کا دل نہیں بلکہ دماغ تیار کرتا ہے ان کے افسانوں کی خوبی یہ ہے کہ وہ زندگی کے احساس اور وجود کو پلاٹ سے زیادہ اہم تصور کرتے ہیں۔

کرشن چندر کے قلم میں وہ طاقت تھی کہ جس طرف بھی چلتی موتیوں کی لڑی پر ع دیتی تھی ”جرا اور جری،، میں انہوں نے گائوں کے ماحول کو پیش کیا ہے اور وہ بھی خاص کر وادی پونچھ کے گائوں کا جہان انہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ گزارا وہ زندگی بھر ان حسین لمحوں کو نہیں بھول پائے جو انہوں نے اس جگہ گزارے اپنے اس رومانی افسانے

میں انہوں نے پونچھ کے سچے محبت کرنے والوں کی ایسی کہانی بیان کی ہے جس کا اختتام خوشی پر اور محبت کی کامیابی پر ہوتا ہے چونکہ کرشن چندر نے اپنا لڑکپن اور جوانی کشمیر جنتِ بینظیر میں گزارا تھا اور وہاں کی فضا کی دلکشی، رنگینی اور رعنائی نے ان کے ذہن پر گہرے نقوش چھوڑے تھے جو آخری دم تک ان کے فن میں رہ کر ابھرتے ہیں اور ان کی تخلیقات کے حسن کو دوبالہ کرتے ہیں۔

Dr. H M IMRAN

Assistant Professor, Deptt, of Urdu, S.S College, Jehanabad

Mob: 9868606178

Email: imran305@gmail.com